﴿اداریہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

جدید مسائل میں اجتماعی غور وخوض کی ضرورت

رئیس التحریر مولانا سید نسیم علی شاہ

مہتمم جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

الحمد للہ الذی اعلیٰ المو منین بکریم خطابہ ورفع درجۃ العالمین بمعانی کتابہ وخص المستنبطین منھم بمزیدالاصابۃ وثوابہ والصلوۃ والسّلام علیٰ النبی واصحابہ وائمۃ المجتھدین واتباعہ وابی حنیفۃ واصحابہ.

اکیسویں صدی کی آمداور بیسویں صدکوخیر آباد کہتے ہوئے دنیانے ایک نئے انقلاب کی آہٹ محسوس کی جوسائنس اورٹیکنالوجی کی ترقی اور فروغ کی صورت میں رونما ہوا۔ یہ انقلاب اس تیزی سے ظہور پذیر ہوا کہ انسانی عقل حیران رہ گئی۔اس انقلاب نے نہ صرف انفرادی زندگی کے حکمت وعمل اورغوروفکر کے طریقوں کومتاثر کیا۔ بلکہ سارے انسانی معاشرے کویکسر تبدیل کرڈالا۔اس انقلاب کے ساتھ ایجاد واکتشاف کا سفر تیز تر ہوگیا، کہ اس سے پہلے اس کا تصور بھی ناممکن تھا۔اور جدید سائنس وٹیکنالوجی کے ایجادات واکتشافات نے انسان کی روزمرہ زندگی کے ہر شعبہ میں نت نئے مسائل پیدا کردیئے۔اوراس صورتحال کا طبعی تقاضا اور لازم تھا کہ ان جدید مسائل کا قرآن وسنت اور شریعت الٰہی کی شکل میں وہ اصول وہدایات قانون اور زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے اوراس کے طبعی اور جائز تقاضوں سے عہدہ برآں ہونے کے لئے وہ اصول وتعلیمات عطا کی جائیں۔جن کی روشنی میں اوران کی مدد سے ہر بدلے ہوئے زمانہ میں زندگی اور تمدن کے جائز تقاضوں اورمطالبات سے عہدہ برآمد ہونے بلکہ دنیا کی اوردوسری امتوں کی رہنمائی اور چارہ سازی کا کام کرنے کی بھی اس امت میں صلاحیت ہو۔اورختم نبوت اس دین کے آخری عالمگیر اوردائمی ہونے اوراس امت کے عالمی اور زمانی ومکانی دونوں حیثیتوں سے اس کے عمومی ودائمی ہونے کا طبعی اور عقلی تقاضہ ہے۔جدید سائنس وٹیکنالوجی کے نئے انکشافات وایجادات اورطبی ترقیات وتجربات کے رواں دواں قافلے کوروکا نہیں جاسکتا۔پھر مغربی تمدن اور مغربی اقدار،اقتصادی منافع اورروزافزوں اہمیت نے نئے نئے افق پیدا کردیئے۔جولوگ اسلام پر چلنا چاہتے ہیں ان کے سامنے ایسے سینکڑوں سوالات پیدا ہورہے ہیں۔جس میں صحیح راستہ متعین کرنا از حد مشکل ہوگیا۔اس لئے ضرورت وضروریات اور حقائق کو سامنے رکھ کر شرعی اصولوں کتاب وسنت کی رہنمائی اورفقہ کی ذخیرہ سے(جس میں عرف یامصالح کوخاص مقام دیا گیا ہے) نئی نسل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جائے۔

اس نازک اوراہم کام کے لئے جس میں ذراسی غلطی یا بے جارعایت آزادی سے بڑے دینی نقصان پہنچنے کا ہروقت اندیشہ رہتا ہے اور جواز واباحت کے حدود سے نکل کر معصیت اورحرمت تک ارتکاب کا خطرہ ہے دین قوی، علم راسخ، نظرعمیق اوراحتیاط بلیغ کی ضرورت تھی، نیز اس کی بھی کہ علوم شرع اورفقہ واصول فقہ سے سطحی اور ذیلی واقفیت نہ ہواوران علوم میں مفتی اور مجیب اور محقق کا درجہ متطفل

(طفیلی) کا نہ ہو بلکہ اس نے باقاعدہ ماہرین فن سے اس کی تعلیم پائی ہو۔ اور تعلیم وافتاء کے ماحول میں معتد بہ وقت گذارا ہو، پھر وہ چلوتم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ کی تقلید کے عیب سے پاک ہو، وہ کتاب وسنت، فقہ واصول فقہ کی روشنی میں اور ان کی دی ہوئی گنجائشوں کے مطابق صحیح و بے لاگ فیصلہ کرے۔ اور اس کو امکانی حد تک عالمانہ ومحققانہ انداز میں اس طرح پیش کرے کہ اس سے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اور حقیقت پسند افراد کی بھی نہ صرف تشفی ہو بلکہ وہ شریعت مطہرہ کی وسعت وہدایت کا قائل ہو جاویں۔ اس مشکل اور دشوار کام کا حل کرنا علماء کے ذمہ ہے اور وہی اس کا صحیح حل تلاش کرنے کے اہل ہیں چنانچہ ہر زمانہ کے اہل علم وارباب افتاء نے اپنے دور کے مسائل حل کئے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی ایسی متعدد کوششیں ہو چکی ہیں۔ ہندوستان میں ندوۃ العلماء کے زیر نگرانی جدید مسائل میں غور وخوض کیلئے (جس کو اجتماعی اجتہاد کا نام دیا گیا) ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اسی طرح سعودی عرب میں دعوت وتحقیق کے حوالے سے مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ اعزاز پاکستان میں جامعہ المرکز الاسلامی اور اس کے بانی حضرت مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمیؒ کو حاصل ہے کہ انہوں نے جدید مسائل میں غور وخوض کیلئے فقہی مجالس کا انعقاد کر کے امت مسلمہ کی اس تشنگی کو سیراب کرنے میں بڑی حد تک کوشش کی۔ علماء کی مشاورت سے اس کام کا تسلسل اُن کی زندگی کے بعد بھی جاری ہے اہل علم وتحقیق حضرات کو اس کام میں بڑھ چڑھ کر اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی دعوتِ عام ہے تا کہ علماء کی اس اجتماعی ذمہ داری سے عہدہ برآں ہوا جا سکے۔

عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل کے حل وتحقیق کے لئے تجاویز وسفارشات:

اصحاب فکر ونظر نے اس مشکل کا حل ''اجتماعی اجتہاد'' کی صورت میں تجویز کیا ہے۔ اور یہ کوئی نئی تجویز نہیں ہے۔ بلکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے طرز اجتہاد کا احیاء ہے۔ جن میں فقہاء اور ماہرین کی ایک بڑی جماعت مشاورت اور اجتماعی بحث مباحثہ کی صورت میں مسائل کے استنباط، استخراج کے مراحل کو تکمیل تک پہنچاتی تھی۔ اور اسی ''اجتماعی اجتہاد'' کے ذریعے مستنبط ہونے والے احکام ومسائل فقہ حنفی کا بنیادی ذخیرہ ہیں۔ اس لئے آج ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ امام اعظمؒ کے طرز اجتہاد کو زندہ کرتے ہوئے اہل علم اور ماہرین کی ایک ایسی کونسل قائم کی جائے۔ جو نہ صرف یہ کہ غیر سرکاری ہو بلکہ اقتدار کی کشمکش اور گروہی سیاست کی ترجیحات سے بے نیاز اور بالاتر ہو اس میں دینی علوم کے مختلف شعبوں کے چوٹی کے ماہرین کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں عملی تعلق رکھنے والے تجربہ کار ماہرین کو بھی شریک کیا جائے اور باہمی بحث وتمحیص اور اجتماعی مشاورت کے ذریعے مسائل حاضرہ کا حل تلاش کیا جائے۔

لہٰذا ہمیں اجتہاد کی اہلیت کی شرائط میں (۱) ماخذ سے آگاہی (۲) محل سے واقفیت اور (۳) تطبیق کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ (۴) بین الاقوامی رجحانات سے شناسائی کی شرط کا اضافہ بھی کرنا ہوگا اور اجتماعی معاملات میں بین الاقوامی امور کے ماہرین کے علم وتجربہ سے استفادہ کرنا ہوگا کیونکہ اسی صورت میں ہم مستقبل کے انسانی معاشرہ اور اجتہاد کے اسلامی اصول کے درمیان وہ حقیقی رشتہ جوڑ سکیں گے جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اہمیت کا پہلے سے زیادہ احساس دلا رہا ہے۔ واضح ہو کہ اس موضوع پر پہلی بنوں فقہی کانفرنس پر معروف عالم دین اور صحافی مولانا زاہد الراشدی صاحب نے خصوصی مقالہ پیش کیا تھا جو کہ المباحث کی زینت بن چکی ہے۔ قارئین حضرات وہاں بھی رجوع کر سکتے ہیں۔